



خبر اور اطلاع

مفتی منیب الرحمن

خبر کو عربی میں ”نَبَأٌ“ بھی کہتے ہیں، اس کی جمع ”الْأَنْبَاءُ“ ہے اور اسی سے ”نَبِیٌّ“ ہے، جس کے معنی ہیں: ”غیب کی خبر دینے والا“۔ حدیث کے لیے بھی خبر کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے، جیسے خبر واحد وغیرہ، بعض محدثین راوی کے کلمات ”حَدَّثَنَا“ اور ”أَخْبَرَنَا“ میں معنوی فرق بھی کرتے ہیں۔ عربی علم النحو میں جملہ اسمیہ و اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے: مبتدا اور خبر، اسی کو مُسْنَدُ الْإِیَہ اور مُسْنَدُہ بھی کہتے ہیں اور علم منطق میں جملے کے دو اجزاء کو موضوع اور محمول کہتے ہیں، خبر کے معروف معنی سب کو معلوم ہیں۔ علم المعانی میں بتایا جاتا ہے: ”خبر وہ ہے جو صدق اور کذب کا احتمال رکھتی ہے“، یعنی سچی بھی ہو سکتی ہے اور جھوٹی بھی، یعنی اگر وہ واقعہ کے مطابق ہے تو سچی ہے اور اگر واقعہ کے خلاف ہے تو جھوٹی ہے، الغرض نشر کرنے سے پہلے خبر کی تحقیق ضروری ہے۔ علم الکلام کے بعض ائمہ نے حق اور صدق میں فرق کیا ہے کہ حق وہ ہے کہ واقعہ اس کا محتاج ہوتا ہے، پس اللہ کا کلام حق ہے، لہذا واقعہ اس کے برعکس ہو ہی نہیں سکتا اور صدق اپنے ثابت ہونے کے لیے واقعہ کا محتاج ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق (غیر مستند شخص) کوئی خبر لے کر آئے، تو (ردِ عمل سے پہلے) تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی میں کسی قوم کو تکلیف پہنچاؤ، پھر تمہیں اپنے کیے پر شرمسار ہونا پڑے، (الحجرات: 6)۔“ یہی تعلیم رسول اللہ ﷺ نے دی ہے، فرمایا: ”کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنی بات کو بیان کرتا پھرے، (صحیح مسلم: 5)۔“

مدینہ منورہ میں دشمنانِ دین اور منافقین کا ایک شعار یہ بھی تھا کہ وہ جھوٹی خبریں پھیلاتے تھے تاکہ مسلمانوں میں سنسنی پھیل جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور وہ جو مدینہ میں جھوٹی افواہیں پھیلاتے ہیں، اگر باز نہ آئے تو ہم آپ کو ضرور اُن پر مسلط فرمادیں گے، پھر وہ اُس میں آپ کے نزدیک زیادہ عرصے نہیں رہ پائیں گے، وہ لعنتی ہیں، جہاں کہیں ملیں، پکڑے جائیں اور انہیں چُن چُن کر قتل کیا جائے، پچھلی امتوں میں اللہ کا دستور یہی رہا ہے اور آپ اللہ کے دستور میں ہرگز کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے، (الاحزاب: 62 - 60)۔“ قرآن کریم نے جس چیز کو ”ارجاف“ سے تعبیر فرمایا ہے، اسی کو آج کل Disinformation کہا جاتا ہے، ایسی خبریں پھیلانے کا مقصد معاشرے میں سنسنی پھیلانا، کسی کو بدنام کرنا یا ملک میں عدم استحکام

پیدا کرنا ہوتا ہے، منفی پروپیگنڈا کرنے والوں کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ اس کا نقصان یا مابعد اثرات کتنے سنگین ہوں گے۔

صحیح بخاری میں بنی اسرائیل کے ایک عابد و زاہد شخص جرجہ کا ذکر ہے جنہوں نے بستی سے باہر ایک گرجا بنایا، وہ اس میں ہمیشہ مصروف عبادت رہتے تھے، ایک فاحشہ عورت نے انہیں اپنی طرف مائل کرنا چاہا، مگر وہ اس کے فریب میں نہ آئے۔ پھر اُس عورت نے ایک ناجائز بچہ جنا اور اسے جرجہ کی طرف منسوب کر دیا، قوم نے حقیقت معلوم کیے بغیر ان پر یلغار کر دی، ان کا گرجا ڈھا دیا اور انہیں لہو لہان کر دیا، وہ ہوش میں آئے تو قوم سے پوچھا: تم نے مجھے کس جرم کی سزا دی ہے؟، انہوں نے بچے کی طرف اشارہ کیا۔ پھر انہوں نے دو رکعت نماز نفل پڑھی، اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور درخت کی ایک شاخ سے اُس نومولود بچے کو ٹھوکا دیا اور پوچھا: ”تمہارا باپ کون ہے، اُس نے ایک چرواہے کی طرف اشارہ کیا۔ قوم اپنے کیے پر شرمسار ہوئی اور جرجہ سے کہا: ہم تمہیں سونے کا گرجا بنائے دیتے ہیں، انہوں نے کہا: مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، ظاہر ہے انہیں جو تکلیف پہنچائی جا چکی تھی، اُس کا ازالہ نہیں ہو سکتا تھا، اُن کی اس ابتلا کا سبب بھی حدیث میں مذکور ہے، لیکن وہ یہاں موضوع بحث نہیں ہے، یہ روایات کا خلاصہ ہے۔

آج کل ہم کچھ ایسی ہی صورت حال سے دوچار ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا میں ناظرین کو اپنی جانب مائل کرنے کی غیر تعمیری مسابقت نے دینی و معاشرتی اقدار، اخلاقی معیار اور پیشہ ورانہ تقاضوں کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ یہ ادارے اور ان میں کام کرنے والے افراد تمام قانونی حدود و قیود سے آزاد ہیں، اُن پر نگرانی اور مواخذے کا کوئی نظام نہیں ہے۔ میڈیا بے انتہا طاقتور ہو گیا ہے، اُس کے پاس سیاست دانوں اور دیگر طبقات کو بلیک میل کرنے اور دباؤ میں رکھنے کا موثر ہتھیار ہے۔ ہمارے ہاں دیگر قوانین کی طرح ازالہ حیثیت عرفی کا قانون بے اثر اور ضابطہ قانون فرسودہ ہے۔ ماتحت عدالتیں خود دباؤ میں رہتی ہیں، سپریم کورٹ آخر کتنے معاملات میں براہ راست مداخلت کرے گی۔ لیکن سر دست ایک اینکر پرسن ڈاکٹر شاہد مسعود کا معاملہ سپریم کورٹ نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے، جے آئی ٹی بھی بنالی ہے، پوری قوم کو امید رکھنی چاہیے کہ اسے منطقی انجام تک پہنچایا جائے گا تا کہ آئندہ کے لیے ایک عبرت ناک مثال قائم ہو جائے، ہو سکتا ہے کچھ ضوابط بھی وضع ہو جائیں۔ ڈاکٹر شاہد مسعود صاحب نے 24 جنوری کو اپنے پروگرام میں دو مرتبہ کہا: ”میں جو بات کہہ رہا ہوں، انتہائی ذمے داری کے ساتھ کہہ رہا ہوں“، بعد میں سپریم کورٹ میں پیشی کے بعد 28 جنوری کے پروگرام میں انہوں نے کہا: ”ایک خبر ہوتی ہے، ایک اطلاع ہوتی ہے، میں نے اطلاع دی ہے“۔ حالانکہ کاروباری اداروں، ہوٹلوں اور دفاتر وغیرہ میں ”اطلاعات کا ڈیسک“ گمراہ کرنے کے لیے نہیں بلکہ صحیح معلومات دینے کے لیے ہوتا ہے، یہ تو ایسا ہی ہے کہ کوئی کہے: ”فلاں دن فلاں کی شادی ہے یا فلاں وقت فلاں کا جنازہ ہے“، میں اطلاع دے رہا ہوں، آپ خود تحقیق کر لیں“۔ عام طور پر غیبی خبریں سنانے والوں کی کوئی ہاٹ لائن ہوتی ہے اور کوئی غیر مرئی حفاظتی حصار بھی ہوتا ہے، لیکن بعض اوقات یہ لائن کٹ بھی جاتی ہے، دیکھتے ہیں یہاں کیا ہوتا ہے۔ میڈیا پرسنز کی گفتگو سے لگتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب مشکل میں پھنس گئے ہیں، صرف مظہر عباس صاحب نے کہا: ”مجھے یقین ہے کہ ان کے پاس کوئی معلومات ہیں“۔ دوسری طرف ڈاکٹر صاحب نے جناب چیف جسٹس کی وعید کے باوجود معافی نہیں مانگی، وہ منظر پر موجود ہیں، جے آئی ٹی بھی بن گئی ہے، جناب چیف جسٹس نے محمد امین انصاری صاحب اور ان کے وکیل کو میڈیا سے گفتگو سے منع کیا ہے، مجھے اس جے آئی ٹی کا انداز پانامہ جے آئی ٹی سے مشابہ نظر آتا ہے۔

چائلڈ پورنو گرافی بچوں کے بارے میں فحش فلمیں بنانے کو کہتے ہیں، جو تکنیکی اعتبار سے انتہائی اعلیٰ اور عالمی معیار کی ہوتی ہیں، کہا جاتا ہے کہ بعض یورپین ممالک میں اس کی مارکیٹ ہے، بفرض محال یہاں اگر کوئی ایسی چیز ہے تو پوش آبادیوں کے ساؤنڈ پروف بڑے بنگلوں کے تہ خانوں میں ایسا ہونا عقلاً ممکن تو ہے، لیکن فی الواقع ایسا ہونا ہمارے علم میں نہیں ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے وطن عزیز کو ہمیشہ ایسی لعنتوں سے محفوظ فرمائے۔ کوڑے کے ڈھیروں، گنے کے کھیتوں، میدانوں اور ریگستانوں اور کچے مکانون میں اس طرح کی فلمیں بنائے جانے اور عالمی مارکیٹ میں بیچنے کے دعووں کا جہاں تک تعلق ہے، ہو سکتا ہے کہ بعض خبیث الفطرت، مکینہ خصلت اور رذیل لوگ بلیک میلنگ یا شیطانی خطہ اٹھانے کے لیے ایسے کام کرتے ہوں، یعنی یہ عقلاً محال تو نہیں ہے، لیکن اس کا شیطنیت کی عالمی مارکیٹ کے معیار پر پورا اترنا قابل یقین ہے، بظاہر اس پر یقین کرنا مشکل ہے۔ اس لیے اس طرح کی چیزوں کو تحقیق کے بغیر نشر یا شائع کرنے کی اجازت نہیں ملنی چاہیے۔ ”جرائم کی تشہیر“ کے عنوان سے ہم نے اپنے گزشتہ کالم میں ان کے خطرات کی جانب متوجہ کیا ہے اور ان واقعات کی تشہیر کے بعد ملک کے مختلف حصوں میں تسلسل کے ساتھ واقعات رونما ہو رہے ہیں، کیونکہ آج کل الیکٹرانک اور سوشل میڈیا تک رسائی ہر ایک کے لیے آسان ہو گئی ہے، نوخیز ذہن ان چیزوں سے پراگندہ ہوتے ہیں، جذبات مشتعل ہوتے ہیں، اخلاقی تربیت اور دینی شعور کے فقدان کے سبب ان کے بھکنے اور بھٹکنے کے احتمالات نظر انداز نہیں کیے جاسکتے۔ جناب جسٹس ثاقب نثار سے گزارش ہے کہ اس کے بارے میں کوئی دو ٹوک حکم صادر فرمائیں، ہو سکتا ہے یہ آخرت میں ان کی نجات کا باعث بن جائے۔ جناب محمد امین انصاری اور ان جیسے متاثرہ خاندانوں کا درد ہر وہ شخص محسوس کرتا ہے جس کے سینے میں دل ہے، تاہم ان سے گزارش ہے کہ صبر کا دامن تھامے رہیں، تشہیر سے گریز کریں، میڈیا کاروباری مسابقت کے جنون میں بڑا بے رحم ہو گیا ہے، اسلام نے صرف مظلوم کو طلب انصاف کے لیے اپنے اوپر کیے گئے ظلم کے اظہار کی اجازت دی ہے، قرآن کریم میں ہے: ”اللہ برائی کا علانیہ ذکر پسند نہیں فرماتا، ماسوا مظلوم کے، (النساء: 148)۔“

میں ایک عرصے سے متنبہ کر رہا ہوں کہ دینی مجالس اور محافلِ نعت پر آرٹسٹوں اور شہرت کے دلدادہ ان کے مربیوں کا غلبہ ہو گیا ہے اب پیشہ ور نقیبانِ محفل، ان کے پروموٹرز اور منتظمین کے بارے میں یو کے اور پاکستان سے اندہ ہناک خبریں آرہی ہیں، قصور کے عادی مجرم عمران علی کا وزینگ کارڈ بطور نقیب محفل سوشل میڈیا پر گردش کر رہا ہے، اسی پاکیزہ عنوان سے ان لوگوں کی گھروں تک رسائی ہو جاتی ہے اور پھر وہ ناچتے بچوں کو اپنی درندگی کا نشانہ بناتے ہیں۔ اگر سوشل میڈیا پر گردش کرنے والی یہ خبر درست ہے تو پھر دینی پروگراموں کی نقابت کے لیے تعلیم و تربیت اور پاکیزگی کردار کا کوئی معیار ہونا چاہیے۔ یہ طبقہ بیسویں صدی کے آخر میں اچانک وجود میں آیا ہے اور پھر رنگین لباس اور فکارانہ وضع کے ساتھ نقابت نے ایک پیشے کی حیثیت اختیار کر لی۔ یہ مجالس روحانیت کی تقدیس سے عاری ہو کر ذہنی سرور کا باعث بن گئیں۔ جعلی پیر، واعظ، نعت خواں، نقیب محفل، شہرت پسند نو دولتے اور ایکو ساؤنڈ سسٹم پر مشتمل ہمنواؤں کے دستے تشکیل پائے، جن کی فیس لاکھ سے شروع ہوتی ہے۔ ہماری کتاب ”اصلاح عقائد و اعمال“ پر اسی طبقے کو سب سے زیادہ تکلیف پہنچی ہے۔ الحمد للہ! تین ماہ میں ”اصلاح عقائد و اعمال“ دس ہزار کی تعداد میں شائع ہو چکی ہے۔ نوٹ: یہ کالم پیر کی صبح کو لکھا گیا۔